محمد وسیم اختر مفتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ابوہریرہ اور عہد خلافت کے معرکے

جنگ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی میں ایک سفید چٹان حائل ہو گئی جو صحابہ سے نہ ٹوٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود خندق میں اترے اور تین ضربوں میں اسے پاش پاش کر دیا۔ تینوں بار آپ کی ضرب سے تیز روشنی نکلی۔ آپ نے فرمایا کہ اس چمک میں میں نے حیرہ، مدائن، روم اور صنعا کے محلات دیکھے، مجھے جبریل نے بتایا کہ میری امت ان محلات کو فتح کرے گی۔ آپ کی پیشین گوئیوں کا منافقین نے (معاذ اللہ) مذاق اڑایا۔ عہد فاروقی اور خلافت عثمانی میں یہ محلات مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: جو شہر تمھارے سامنے آئے، زیر کر لو۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں ابوہریرہ کی جان ہے، قیامت تک جتنے شہر تم فتح کرو گے، ان کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ سلم کو پہلے ہی عطا کی جا چکی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع اور فصیح کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال کر مجھے فتح دلائی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ پر رکھ دی گئی

ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس جا چکے، اب تم ان خزانوں کو کھود کر نکال رہے ہو (بخاری، رقم ۲۹۷۷۔ مسلم، رقم ۱۱۶۸۔ نسائی، رقم ۳۰۸۷۔ احمد، رقم ۷۵۷۵۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۳۶۳)۔

بنو امیہ سے تعلق

بنو امیہ سے تعلق کا مطلب یہ نہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ ان کے تابع مہمل تھے۔ وہ ان کو نصیحت کرتے اور ان کی غلطیوں پر ٹوکتے۔

حضرت حسن کی وفات پر مروان نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ان کی تدفین کرنے سے روکا تو انھوں نے اسے جھاڑ دیا اور کہا: تم معاویہ کو خوش کرنے کے لیے بلا وجہ جھگڑا کر رہے ہو۔ ابن حجر کہتے ہیں: وہ اس وقت مدینہ کا گورنر نہیں تھا۔

۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو یہ کہہ کر مدینہ سے شام منتقل کرنا چاہا کہ یہ حضرت عثمان کے قاتلوں کے تصرف میں ہیں۔ انھوں نے حضرت سعد قرظ سے عصاے نبوی مانگا اور منبر کو ہٹایا تو سورج مکمل گرہن میں چلا گیا۔ مدینہ کے آسمان پر تارے نظر آنے لگے۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ آئے اور کہا: امیر المومنین، یہ مناسب نہیں کہ آپ منبر رسول کو اس کی جگہ سے ہٹائیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا، آپ کے عصا کو بھی شام لے کر نہ جائیں۔ اس طرح تو مسجد نبوی ہی منتقل کر دیں گے۔ حضرت معاویہ نے اپنا منصوبہ ترک کر دیا۔ انھوں نے منبر میں چھ سیڑھیاں بڑھا دیں اور اپنی کارروائی پر معذرت کی۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ مروان کے گھر گئے اور وہاں ٹنگی ہوئی تصاویر دیکھ کر اسے تنبیہ کی (مسلم، رقم ۵۵۴۳۔ احمد، رقم ۷۱۶۶)۔

حضرت ابو ہریرہ نے مروان سے پوچھا: تم نے بیاج کی بیع حلال قرار دے دی ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایسا کب کیا؟ تم نے پروانہ یا تحریر (document) کے ذریعے سے سودا کرنا جائز ٹھیرایا، حالاں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ دینے سے پہلے غلہ فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر مروان نے لوگوں سے خطاب کیا اور اس طرح خرید و فروخت کرنے سے روک دیا۔ حدیث کے راوی سلیمان بن یسار کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اہل کار لوگوں کے ہاتھوں سے ان کی دستاویزات چھین رہے تھے (مسلم، رقم ۳۸۴۹)۔

حضرت ابو سعید خدری کا سماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ایسے ناخلف لوگ سامنے آئیں گے جو نماز ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے۔ان کے بعد کے لاخیرے قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ ان کی ہانسوں سے نیچے نہ اترے گا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ مدینہ کے بازار سے گزرتے اور دعا کرتے جاتے: اللہ، مجھے ۶۰ھ تک زندہ نہ رکھنا؛ اے اللہ، مجھے لڑکوں کی حکومت نہ دکھانا(البدایہ والنہایہ ۱۱۴/۸)۔

دور اموی میں حضرت ابوہریرہ مسجد نبوی میں مروان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے،انھوں نے فرمایا: میں نے سچے اور سچا یقین کیے جانے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن رکھا ہے: میری امت کی تباہی قریش کے کچھ (نادان) نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے کہا: ان نوجوانوں پر لعنت ہو۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں وضاحت کر سکتا تھا: فلاں کے بیٹے، فلاں کی اولاد۔ حدیث کے راوی عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں: جب بنو مروان کی شام میں حکومت قائم ہوئی تو میں اپنے دادا سعید بن عمرو کے ساتھ ان کے ہاں جایا کرتا تھا۔ میرے دادا نے ان لڑکوں بالوں کو دیکھ کر کہا: ہو سکتا ہے، یہ وہی نوجوان ہوں (بخاری، رقم ۷۰۵۸۔ مسلم، رقم ۷۴۳۱۔ احمد، رقم ۸۰۰۵)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے 'یا ابا هرّ' کہہ کر پکارتے اور لوگ ابوہریرہ کہتے (بخاری، رقم ۶۲۰۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۱۴۳۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۸۱۳۰۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۳۸۷)۔ حضرت ابوہریرہ لوگوں کو بھی کہتے تھے کہ مجھے ابوہرّ کی کنیت سے بلاؤ۔ نر مادہ سے بہتر ہوتا ہے (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۴۴)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: میں تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی حرص نہ ہوتی تھی کہ آپ کے ہر فرمان کو ذہن نشین کر لوں۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت ابوہریرہ کی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت چار برس رہی (طبقات ابن سعد ۳۲۷/۴)۔ ذہبی کہتے ہیں: یہ صحیح تر ہے، اس لیے فتح خیبر سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک چار سال کا عرصہ بنتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں نوجوان ہوں اور گناہوں کے اندیشے میں مبتلا رہتا ہوں۔ میرے پاس اتنے وسائل نہیں کہ کسی خاتون سے شادی کر سکوں۔ آپ خاموش رہے،

انھوں نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا تو بھی آپ نے سکوت فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے چوتھی بار گزارش کی (اور خصی ہونے کی اجازت چاہی) تو ارشاد کیا: ابوہریرہ، تم خصی ہو یا نہ ہو جو تقدیر میں ہے، لکھا جا چکا اور اس پر قلم خشک ہو چکا ہے (بخاری، رقم ۵۰۷۶۔ نسائی، رقم ۳۲۱۵۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۶۸۱۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۳۸۴۷)۔

ایک بار حضرت ابوہریرہ نے اپنی کتان (linen، باریک سوتی کپڑا) کی رنگی ہوئی قمیص سے ناک صاف کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واہ واہ، کیا کہنے، ابوہریرہ کتان سے ناک پونچھتا ہے (بخاری، رقم ۷۳۲۴۔ ترمذی، رقم ۲۳۶۷۔ شعب الایمان، بیہقی، رقم ۱۰۶۸۹۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۳۳۴۔ حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۳۰۶)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ میں کھجوریں بانٹیں۔ آپ نے ہر ایک کو سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ مجھے دی جانے والی کھجوروں میں سے ایک خشک اور سخت تھی، لیکن مجھے وہی سب سے اچھی لگی، کیونکہ میں اسے دیر تک چباتا رہا (بخاری، رقم ۵۴۱۱)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی ہدایت فرمائی (بخاری، ابواب الوتر: ۲۔ ترمذی، رقم ۴۵۵)۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی نصیحت کی اور فرمایا: انھیں مرتے دم تک سفر و حضر میں نہ چھوڑنا: ہر ماہ کے تین روزے، چاشت کے نوافل اور وتر پڑھ کر سونا (بخاری، رقم ۱۱۷۸۔ مسلم، رقم ۱۶۷۳۔ ابوداؤد، رقم ۱۴۳۲۔ ترمذی، رقم ۷۶۰۔ احمد، رقم ۷۵۱۲)۔ دوسری روایات میں چاشت کے نوافل کے بجائے جمعہ کے دن غسل کرنے کا ذکر ہے (احمد، رقم ۷۱۳۸۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۶۲۱۹)۔

حضرت ابوہریرہ کا حافظہ

ایک بار حضرت ابوہریرہ نے عرض کیا: یارسول اللہ، میں جو کچھ سنتا ہوں، بھول جاتا ہوں۔ فرمایا: میں جب کچھ کہہ رہا ہوں تو تم اپنا جبہ پھیلا دو اور جب کلام ختم کر دوں تو اپنے گرد لپیٹ لو۔ حضرت ابوہریرہ نے آپ کے اس فرمان پر عمل کیا تو آپ سے سماع کردہ کوئی بات نہیں بھولے (بخاری، رقم ۳۶۴۸)۔ دوسری روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا: جو آج اپنی چادر پھیلا لے گا، میری کوئی بات نہ بھولے گا۔ تب حضرت ابوہریرہ نے اپنی چادر بچھائی اور آپ کے ارشادات سن کر اپنے سینے سے لگا لی (بخاری، رقم ۷۳۵۴۔ مسلم، رقم ۶۳۹۹۔ ابن ماجہ، رقم ۲۶۲۔ احمد، رقم ۷۲۷۵۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۶۲۴۱۔

حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۳۱۷)۔ ایک روایت میں ہے: حضرت ابوہریرہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج پرسی کے لیے گئے تو وہاں حضرت علی موجود تھے۔ آپ نے ابوہریرہ کو پاس بٹھا کر نصیحت فرمائی کہ جمعہ کے دن غسل کر کے نماز کے لیے جلد آ جانا، ہر ماہ تین روزے رکھنا اور فجر کی رکعتوں کی حفاظت کرنا۔ پھر آپ نے ان کا کپڑا اپنے قریب کر کے انھیں سینے سے لگانے کو کہا۔

حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ علم کا ذخیرہ (اصل: 'وعاء' بمعنی برتن) ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۵۹)۔ کعب کہتے ہیں: میں نے ابوہریرہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا جس نے تورات نہیں پڑھی، پھر بھی تورات کے علوم کو خوب جانتا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں: ابوہریرہ اپنے زمانے کے رواۃ حدیث میں سب سے زیادہ حافظہ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ مروان نے حضرت ابوہریرہ کے حافظے کا امتحان لیا۔ اس نے حضرت ابوہریرہ کو بلا کر احادیث سنانے کو کہا۔ پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا مروان کا کاتب ابوزعیزعہ سن کر لکھتا جا رہا تھا۔ سال بھر کے بعد مروان نے یہی عمل دہرایا۔ اس نے دیکھا کہ دو مختلف اوقات میں حضرت ابوہریرہ کی املا کرائی ہوئی احادیث میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۴)۔

تعلیم حدیث و فقہ

حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت ابوہریرہ سے احادیث دریافت کرتے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت بیان کی تو سننے والے نے کہا: آپ بھی تو صحابی رسول ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: ابوہریرہ نے یہ ارشاد رسول سن رکھا ہے، بہتر ہے کہ میں انھی کے واسطے سے آگے سناؤں۔ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر بن عبداللہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد، اپنی وفات تک مدینہ میں فتویٰ دیتے اور احادیث بیان کرتے رہے۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے طلاق کا مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس یا حضرت ابوہریرہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت ابوہریرہ سے رابطہ کرنے کو کہا۔ ذہبی کہتے: امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے کئی مسائل میں قیاس کو ترک کر کے حضرت ابوہریرہ کی روایات پر فتاویٰ دیے۔

کچھ اصحاب کو حضرت ابوہریرہ کے تفقہ پر اعتراض تھا۔ امام شافعی کہتے ہیں: حفظ حدیث کے باوجود

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ابوہریرہ کو افضل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

نسیان

حضرت ابوہریرہ کے نسیان کی بھی ایک مثال ملتی ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا کہ ''کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے'' تو ان کے چچا زاد حارث بن ابوذباب نے کہا: آپ یہ روایت بھی تو بیان کیا کرتے تھے: چھوت لگنے کی کوئی حقیقت نہیں اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت ابوہریرہ نے یہ ماننے سے انکار کر دیا اور جب حارث نے تکرار کی تو غصے سے حبشی زبان بولنا شروع کر دی۔ حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں: میں نے ابوہریرہ کو اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا، کیا پتا کہ وہ بھولے نہ ہوں، بلکہ پہلا حکم اس فرمان نبوی سے منسوخ ہو گیا ہو (بخاری، رقم ۵۷۷۱۔ مسلم، رقم ۵۷۹۱۔ ابوداؤد، رقم ۳۹۱۱)۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں حضرت ابوہریرہ صفہ میں مقیم رہے، پرانے اور نئے آنے والے اہل صفہ کی نگہداشت کرتے۔ آپ ان مساکین کی ضروریات پوری کرتے، انھیں جمع کرتے یا کھانے کی دعوت دیتے تو حضرت ابوہریرہ سے کہتے۔ آپ کی وفات کے بعد ان کی زندگی مدینہ میں حدیث کی تعلیم دیتے ہوئے گزری۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک بازار (بنو قینقاع) گیا۔ آپ واپس ہوئے تو میں بھی ساتھ تھا۔ (حضرت فاطمہ کے گھر پہنچے تو) آپ نے تین دفعہ پکارا: 'لُکَع' (بچو نگڑا کہاں ہے)؟ حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن آئے، ان کی گردن میں لونگ کا ہار تھا۔ آپ نے دست مبارک پھیلایا، حسن نے بھی ہاتھ بڑھایا، پھر آپ نے انھیں ساتھ لپٹا لیا اور دعا فرمائی: 'اے اللہ، میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے اور ان لوگوں سے محبت کر جو اسے چاہتے ہیں'' (بخاری، رقم ۵۸۸۴۔ مسلم، رقم ۶۲۵۷)۔

حضرت ابوہریرہ بتاتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ سے گزر رہے تھے کہ باغ کو سیراب کرنے والے اونٹ نے آپ کو دیکھا اور اپنی گردن جھکا کر زمین سے لگا لی۔ اصحاب نے کہا: اس اونٹ سے زیادہ ہمیں آپ کو سجدہ کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ، کسی بشر کے لیے جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں: مجھے قبیلہ بنو تمیم سے ہمیشہ محبت رہی، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت میں سے بنو تمیم دجال کے لیے سخت رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ بنو تمیم کی ایک جنگی قیدی عورت حضرت عائشہ کو ملی تو آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، یہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے۔ بنو تمیم کے صدقات مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں (بخاری، رقم ۲۵۴۳۔ مسلم، رقم ۶۴۵۱۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۱۰۱)۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے کسی راستے میں حضرت ابوہریرہ کو دیکھا، لیکن وہ پیچھے مڑ کر نکل گئے۔ واپس آئے تو آپ نے پوچھا: ابوہریرہ، کہاں رہ گئے تھے؟ بتایا: میں جنبی تھا، بغیر غسل کے آپ کے پاس بیٹھنا برا لگا۔ فرمایا: سبحان اللہ، مومن پلید نہیں ہوتا (بخاری، رقم ۲۸۳۔ مسلم، رقم ۸۲۴۔ ابوداؤد، رقم ۲۳۱۔ ترمذی، رقم ۱۲۱۔ احمد، رقم ۷۲۱۱)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا جاتے تو میں ڈونگے یا کسی برتن میں پانی لا کر آپ کو دیتا۔ آپ استنجا کر لیتے تو میں دوسرے برتن میں پانی لاتا جس سے آپ وضو کرتے (بخاری، رقم ۳۸۶۰۔ ابوداؤد، رقم ۴۵)۔ حضرت ابوہریرہ بتاتے ہیں: ایک بار آپ رفع حاجت کے لیے نکلے، میں پیچھے چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: پتھر ڈھونڈ لاؤ، ہڈی یا لید نہ لانا۔ میں نے اپنی قمیص کے کنارے سے روڑے پکڑے اور آپ کے پہلو میں رکھ کر پیچھے ہٹ آیا (بخاری، رقم ۱۵۵)۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شہداے احد کی قبور پر حاضری دیتے۔

فرامین رسالت کے ابلاغ کا عزم

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔ یہ ارشاد نبوی بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ فرماتے تھے: کیا وجہ ہے کہ تم اس حکم پر عمل کرنے سے گریزاں ہو، میں یہ فرمان نبوی تمھیں بار بار زوردار طریقے سے سناتا ہی رہوں گا (اصل: تمھارے کندھوں کے درمیان مارتا رہوں گا) (بخاری، رقم ۲۴۶۳۔ مسلم، رقم ۴۱۳۰۔ ابوداؤد، رقم ۳۶۳۴۔ ترمذی، رقم ۱۳۵۳۔ احمد، رقم ۷۲۷۸۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۲۴۲)۔

حضرت ابوہریرہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ خوشبو اس سے پھوٹ رہی تھی اور چادر کا پلو غبار اڑا رہا تھا۔ انھوں نے پوچھا: اے خداے جبار کی باندی، مسجد سے آ رہی ہو اور خوشبو چھڑک رکھی ہے؟ اس کے ہاں کہنے پر

کہا: میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو اس مسجد میں خوشبو لگا کر آئے، حتیٰ کہ لوٹ کر جنابت والا غسل نہ کر لے (ابوداؤد، رقم ۴۱۷۴۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۳۷۸)۔

حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کسے حاصل ہو گی؟ تو آپ نے فرمایا: ابوہریرہ، مجھے یہی خیال تھا کہ سب سے پہلے یہ سوال تم ہی مجھ سے کرو گے، اس لیے کہ میں نے تم میں علم حدیث کی حرص دیکھ لی تھی۔ روز حشر میری شفاعت سے سب سے زیادہ فیض یاب وہ ہو گا جس نے خلوص دل سے 'لا إلٰه إلا الله' کہا ہو گا (بخاری، رقم ۹۹۔ احمد، رقم ۸۸۵۸)۔

طفاوہ قبیلے کے ایک بزرگ مدینہ میں حضرت ابوہریرہ کے مہمان ہوئے۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو مہمانوں کے معاملے میں ابوہریرہ سے زیادہ چاق و چوبند اور خاطر مدارات کرنے والا نہیں پایا۔ ایک دن وہ اپنی چارپائی پر بیٹھے تھے، میں بھی پاس تھا۔ ایک تھیلی میں کنکریاں یا گٹھلیاں بھری تھیں، ابوہریرہ گٹھلی نکالتے، اس پر تسبیح پڑھ کر نیچے پھینک دیتے۔ تھیلی خالی ہوئی تو انھوں نے نیچے بیٹھی ہوئی کالی کلوٹی لونڈی کو تھما دی، اس نے گٹھلیاں دوبارہ بھر کر ان کو واپس کر دی۔ انھوں نے تھیلی پکڑی اور احادیث رسول بیان کرنا شروع کر دیں (ابوداؤد، رقم ۲۱۷۴)۔

کثرت روایت سے پیدا ہونے والی بدگمانیاں

حضرت ابوہریرہ پہلے شخص تھے جنھوں نے حدیث روایت کرنا شروع کی۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سال رہا۔ اپنی پوری عمر مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا (بخاری، رقم ۳۵۹۱)۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں: وہ پہلے راوی ہیں جن پر تہمت لگی۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: اصحاب رسول میں مجھ سے زیادہ حدیث روایت کرنے والا کوئی نہ تھا، سوائے عبداللہ بن عمرو (عمر: ابن حجر) کے، کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں نہ لکھتا تھا (بخاری، رقم ۱۱۳۔ احمد، رقم ۷۳۸۹)۔

ان کے اپنے قول سے پتا چلتا ہے کہ کثرت سے احادیث بیان کرنے کی وجہ سے لوگ ان کے متعلق کیا گمان کرتے تھے۔ ایک بار انھوں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا: سنو، تم میرے بارے میں چہ مگوئیاں کرتے ہو کہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہوں، اس لیے کہ تم راہ یاب ہو جاؤ اور میں گم راہ ہو جاؤں (مسلم، رقم ۷۴۹۷)۔ مزید فرمایا: اگر کتاب الٰہی کی یہ دو آیات نہ ہوتیں تو میں کبھی حدیث رسول بیان نہ کرتا: 'اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ'، ''بے شک جو ہماری اتاری ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے ہم کتاب الٰہی میں انھیں لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر چکے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے (فرشتے یا انسان) لعنت بھیجتے ہیں'' (البقرہ ۲: ۱۵۹) (بخاری، رقم ۱۱۸۔ مسلم، رقم ۲۴۹۲۔ احمد، رقم ۷۲۷۶)۔

حضرت عائشہ نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا: تمھیں ابوہریرہ پر تعجب نہ ہوا، میرے حجرے کے پاس بیٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے اور 'اے حجرے کی مالکن' کہہ کر مجھے سنانے لگے۔ میں نوافل پڑھ رہی تھی، میرے فارغ ہونے سے پہلے ہی اٹھ گئے۔ اگر مجھے ان سے بات کرنے کا موقع ملتا تو بتاتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی طرح لگاتار کلام نہیں کرتے تھے۔ آپ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ کوئی بھی آپ کے ارشادات کو شمار کر کے یاد کر سکتا تھا (مسلم، رقم ۶۳۹۹۔ ابوداؤد، رقم ۳۶۵۵۔ ترمذی، رقم ۳۶۳۹۔ احمد، رقم ۲۴۸۶۵)۔ دوسری روایت ہے کہ آپ کی گفتگو ایسی صاف ہوتی تھی کہ ہر سننے والا سمجھ جاتا تھا (ابوداؤد، رقم ۴۸۳۹)۔ شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے حدیث روایت کرنے پر نہیں، بلکہ پے در پے، جلدی جلدی احادیث بیان کرنے پر اعتراض کیا، کیونکہ اس طرح ان کا سمجھ میں آنا اور ذہن نشین ہونا مشکل ہو سکتا ہے۔ ابن حجر نے اس اعتراض کو اس طرح رفع کیا کہ حضرت ابوہریرہ کے پاس وسیع ذخیرۂ احادیث تھا، ان کے لیے ممکن نہ تھا کہ رک رک کر، ٹھیر ٹھیر کر روایت کرتے۔

ایک بار حضرت عائشہ نے حضرت ابوہریرہ کو بلا کر پوچھا کہ وہ حدیثیں کون سی ہیں جو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے ہو؟ تم نے بھی وہی سنا جو ہم نے سنا اور وہ دیکھا جو ہم نے دیکھا۔ انھوں نے کہا، اماں جان، آپ سرمہ، آئینہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بناؤ سنگھار میں مصروف رہتی تھیں۔ مجھے، بخدا، ایسی کوئی مصروفیت نہ تھی جو آپ کے ارشادات سے غافل کرتی (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۰)۔ حضرت عائشہ نے کہا: ہو سکتا ہے یہ بات ہو (ابن عساکر)۔

حضرت عبداللہ بن عمر کو پتا چلا کہ حضرت ابوہریرہ یہ حدیث بیان کر رہے ہیں: ''جو جنازے میں شامل ہوا

اور نماز جنازہ پڑھنے تک موجود رہا، اسے ایک قیراط اجر ملے گا اور جو تدفین تک شامل رہا، دو قیراط اجر پائے گا'' (بخاری، رقم ۷ ۴۷۔ مسلم، رقم ۲۱۸۹۔ ابوداؤد، رقم ۳۱۶۸۔ احمد، رقم ۷۱۸۸۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۶۶۳۳)، تو کہا: ابوہریرہ، آپ نے ہمیں بہت احادیث سنائی ہیں اور انھیں پکڑ کر حضرت عائشہ کے پاس لے گئے۔ حضرت عائشہ نے اس روایت کی تصدیق کی (مسلم، رقم ۲۱۹۴۔ ابوداؤد، رقم ۳۱۶۹۔ ترمذی، رقم ۱۰۴۰) تو انھیں کہنا پڑ گیا: ہم نے تو کئی قیراط کھو دیے، آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اس لیے ہم سے زیادہ آپ کی حدیثوں کو جانتے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۷)۔ یہ روایت بیان کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ نے قیراط کے معنی احد کے برابر یا اس سے بھی بڑا پہاڑ بتائے، قیراط (carat) ہیرے جواہرات کا وزن کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، اس سیاق میں یہ ۲۰۰ ملی گرام کے برابر ہوتا ہے اور ۵ قیراط ایک گرام کے مساوی ہوتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے پوچھا: ہم ابوہریرہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ باتیں سنتے ہیں جو آپ سے نہیں سن پاتے۔ حضرت طلحہ نے جواب دیا: ہم گھر بار، مال مویشی اور دھندوں والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح یا شام کے وقت حاضر ہوتے۔ ابوہریرہ مسکین تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مہمان بن کر پڑے ہوئے تھے، اس لیے ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں نے وہ ارشادات سماع کیے ہوں جو ہم نہیں کر سکے۔ ہم میں سے کوئی ان پر جھوٹ کا الزام نہیں لگاتا (ترمذی، رقم ۳۸۳۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۱۷۲)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: تم سمجھتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار احادیث روایت کرتا ہے (گویا جھوٹ بولتا ہے)۔ اللہ حساب لینے والا ہے۔ میں اصحاب صفہ میں شامل ایک مسکین شخص تھا، کھا پی کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چپکا رہتا۔ میرے مہاجر بھائیوں کو بازاروں میں بیع و شرا مشغول رکھتی تھی اور انصار کو ڈھور ڈنگروں کے کام پڑے رہتے تھے۔ جب انصار و مہاجرین موجود نہ ہوتے، میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا، چنانچہ وہ کچھ یاد کر لیتا جو ان کے ذہنوں میں نہ ہوتا (بخاری، رقم ۱۱۸۔ مسلم، رقم ۶۳۹۷۔ احمد، رقم ۷۲۷۵۔ سنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۸۶۸۔ حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۳۰۵)۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا: تم ان غنیمتوں کا تقاضا کیوں نہیں کرتے جو تمھارے ساتھی مانگتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا: آپ مجھے وہ علم سکھا دیجیے جو اللہ نے آپ کو عطا کر رکھا ہے (حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۳۱۸)۔

حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت پر نقد کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: ابو ہریرہ بہ کثرت احادیث بیان کر کے اپنے اوپر بہت ذمہ داری لے لیتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ ان کی کسی روایت کو غلط بھی قرار دیتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، تاہم وہ جرأت سے کام لیتے ہیں اور ہم بزدلی دکھاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کو ان کا تبصرہ معلوم ہوا تو کہا: میرا کیا گناہ اگر میں یاد رکھتا ہوں اور وہ بھول جاتے ہیں (ابوداؤد، رقم ۱۲۶۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۵)۔ حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں: حضرت ابوہریرہ جرأت سے کام لیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں پوچھ لیتے تھے جو کوئی اور نہ پوچھتا تھا۔ مثلاً انھوں نے سوال کیا: آپ نے امر نبوت میں سب سے پہلے کیا دیکھا؟ اس پر آپ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے اور پہلے شق صدر کا واقعہ بیان فرمایا (احمد، رقم ۲۱۲۶۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۵۵۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۶)۔

حضرت زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ مجھے ابوہریرہ کے سماع میں کوئی شک نہیں، لیکن کبھی وہ قول رسول کو اس کے محل سے ہٹا کر بیان کر دیتے ہیں۔

حضرت عمر نے حضرت ابوہریرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے احادیث بیان کرنے پر کئی بار تنبیہ کی اور کہا: میں تمھیں دوس کی سر زمین میں واپس بھیج دوں گا۔ ان کا خیال تھا کہ لوگوں کی توجہ احادیث پر مرکوز ہو گی تو وہ ان سے غلط مطلب نکالیں گے، رخصتیں ڈھونڈیں گے اور قرآن سے غافل ہو جائیں گے۔ ایک دفعہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ کو بلا کر پوچھا: ایک بار تم ہمارے ساتھ فلاں صحابی کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا: ہاں، مجھے معلوم ہے کہ آپ نے یہ کیوں مجھ سے پوچھا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: کیوں پوچھا ہے؟ حضرت ابوہریرہ بولے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا تھا: جس نے جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ منسوب کیا، اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے (بخاری، رقم ۱۱۰۔ احمد، رقم ۹۳۱۶۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۱۱۶)۔ حضرت عمر نے کہا: اب کوئی رکاوٹ نہیں، جا احادیث بیان کر۔

حضرت ابوہریرہ کی چند روایات

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غزوۂ ہند (میں فتح) کی خوش خبری دی ہے۔ اگر میں نے اس میں شرکت کر کے شہادت پائی تو اعلیٰ شہید شمار پاؤں گا اور اگر زندہ لوٹ آیا تو ابوہریرہ کاتب (یا محدث) ہی رہوں گا (بخاری، رقم ۲۹۲۴۔ احمد، رقم ۱۲۸۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۱۷۷)۔ احمد کی روایت میں 'سند و ہند' کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: میں نے ابن ام سلیم (خادم رسول حضرت انس بن مالک) کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو۔ نہار (رحال) بن عنفوہ ایک بار حضرت ابوہریرہ اور حضرت فرات بن حیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے ایک کی ڈاڑھ جہنم میں احد پہاڑ سے بڑی ہو گی۔ آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی، رحال مسیلمہ کذاب کے ساتھ مرتد ہوا، قرآن مجید سے اس کے ادعاے نبوت کے دلائل پیش کرتا اور حالت ارتداد میں، یمامہ کی جنگ میں حضرت زید بن خطاب کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس صحابہ سے فرمایا: تم میں سے جو آخر میں وفات پائے گا، آگ میں جائے گا۔ ان دس میں حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ابو محذورہ شامل تھے۔ یہ تینوں برابر ایک دوسرے کی خبر رکھتے رہے، حتیٰ کہ حضرت ابو محذورہ کا انتقال ہو گیا۔ اب حضرت ابوہریرہ اور حضرت سمرہ بن جندب کو فکر لگی رہتی۔ کوئی حضرت ابوہریرہ کو تنگ کرنا چاہتا تو کہتا کہ سمرہ وفات پا گئے ہیں، وہ یہ سن کر بے ہوش ہو جاتے۔ آخر کار، حضرت ابوہریرہ فوت ہوئے اور حضرت سمرہ اکیلے رہ گئے۔ بیہقی کہتے ہیں: یہ سب روایات ضعیف اور منقطع ہیں۔ ان پر اس لیے بھی یقین نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ حضرت سمرہ مخلص صغار صحابہ میں سے تھے۔ کچھ علماے حدیث کہتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندب کی وفات حضرت ابوہریرہ کی وفات کے ایک سال بعد ۵۹ھ میں ایک حادثے میں آگ (یا ابلتے پانی) میں جلنے سے ہوئی، یہی ارشاد نبوی کا منشا تھا (الاستیعاب: سمرہ بن جندب)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: ہم کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے، ابو بکر و عمر بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اچانک آپ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ آپ کی واپسی میں دیر ہوئی تو ہمیں فکر ہوئی۔ سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور آپ کو ڈھونڈتا ڈھونڈتا انصار کے قبیلہ بنو نجار کے باغ جا پہنچا، کوئی دروازہ نظر نہ آیا تو باہر موجود کنویں سے باغ کو سیراب کرنے والے نالے کے ذریعے سے اندر جا پہنچا۔ وہاں آپ کو موجود پایا، آپ نے پوچھا: ابوہریرہ، کیا معاملہ ہے؟ میں نے بتایا کہ آپ اٹھ کر آ گئے اور لوٹنے میں تاخیر کی تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ دشمن آپ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں۔ میں پریشان ہو کر اٹھ آیا، دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ فرمایا: ابوہریرہ، (مجھ سے ملاقات کے ثبوت کے طور پر) یہ میری جوتیاں لو، اس باغ کے باہر جو بھی تمھیں دل سے یقین رکھتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا نظر آئے، اسے جنت کی بشارت دے دو۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں: سب سے پہلے میرا سامنا عمر سے ہوا، انھوں نے پوچھا: ابوہریرہ، یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دے کر فرمایا: جو بھی دل سے یقین رکھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی گواہی دے، اسے جنت کی بشارت دے دوں۔ عمر نے میرے سینے پر زور سے ہتھڑ مارا جس سے میں پیٹھ کے بل گر گیا اور مجھے واپس چلنے کو کہا۔ میں بسورتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹا، عمر بھی آن پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس خوش خبری پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ آپ نے فرمایا: اچھا، ان کو عمل کرنے دو (مسلم، رقم ۱۴۷)۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون مجھ سے یہ باتیں سیکھ کر ان پر خود عمل کرے گا اور دوسروں کو سکھائے گا؟ حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا: میں، یارسول اللہ، آپ نے ان کا ہاتھ تھام کر نصیحت فرمائی: ابوہریرہ، شبہات سے بچتے رہو، عابد بن جاؤ گے؛ محرمات سے دور رہو، زاہد ہو جاؤ گے؛ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو، مسلمان ہو جاؤ گے؛ لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، مومن بن جاؤ گے (مسند ابویعلیٰ، رقم ۵۸۵۸)۔ دوسری روایت میں ہے: جو اللہ نے تمھاری قسمت میں لکھا ہے، اس پر راضی ہو جاؤ تو خوب مال دار ہو جاؤ گے، زیادہ مت ہنسنا، کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے (احمد، رقم ۸۰۹۵۔ ترمذی، رقم ۲۳۰۵۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۰۵۴)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ابوہریرہ پودا لگا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے۔ فرمایا: اس سے بہتر بھی ایک پودا ہے، تمھیں اس کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ایک بار 'سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر' کہنے سے جنت میں تمھارا ایک درخت لگ جائے گا (ابن ماجہ، رقم ۳۸۰۷)۔

کعب الاحبار اور حضرت ابوہریرہ

کعب یہودی عالم تھا، اس نے حضرت عمر کے عہد خلافت میں اسلام قبول کیا۔ حضرت عمر نے ان کی بعض روایتوں کی تحسین کی، لیکن تنبیہ بھی کی کہ تم پہلے زمانے کی باتیں بیان کرنا چھوڑ دو، نہیں تو میں تمھیں بندروں کی سرزمین میں پہنچا دوں گا۔ حضرت ابوہریرہ کعب سے تورات کے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت معاویہ کہتے ہیں: کعب الاحبار اگرچہ اہل کتاب کی روایتیں نقل کرنے والوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں، اس کے باوجود ہمیں ان کے جھوٹ کا تجربہ ہوا ہے (بخاری، رقم ۷۳۶۱)۔ کئی بے سروپا اور باطل باتیں ان سے منقول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ نے ہفتے کے روز مٹی، اتوار کے دن

پہاڑ، پیر کے روز درخت، منگل کے دن مکروہات، بدھ کو نور، جمعرات کو چوپایے اور جمعہ کے روز عصر سے رات تک کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم کو تخلیق کیا(مسلم، رقم ۷۰۵۴۔ احمد، رقم ۸۳۴۱)۔ طبری نے اس روایت کو مرجوح قرار دیا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں: کعب الاحبار نے اپنے صحیفوں سے پڑھ کر یہ قول حضرت ابوہریرہ کو سنایا، کسی راوی کو وہم ہوا اور اس نے اسے مرفوع روایت سمجھ لیا۔

حضرت بسر بن سعید کہتے ہیں: حدیث کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ میں نے دیکھا کہ ابوہریرہ نے چند احادیث رسول اور کعب الاحبار کے کچھ اقوال سنائے۔ ان کی مجلس ختم ہوئی تو ان سے سماع کرنے والے ایک شخص نے حدیث رسول کو قول کعب اور کعب کے قول کو حدیث رسول بنا ڈالا۔

حدیث میں حضرت ابوہریرہ کے تصرفات

الحاق کا شبہ

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی زناکار زنا کرتے ہوئے مومن نہیں ہوتا، کوئی چور حالت ایمان میں چوری نہیں کرتا، نہ کوئی شرابی بادہ خواری کرتے ہوئے ایمان سے متصف ہوتا ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ابوہریرہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے یہ فقرہ بڑھا دیتے تھے: ایک ڈاکو عوام کی نگاہوں کو متوجہ کرنے والا ڈاکا ڈالتے ہوئے ایمان سے خارج ہوتا ہے (مسلم، رقم ۲۰۲۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۳۵۷)۔

ملا دینے (یا بڑھا دینے، اصل میں 'الحاق') کے الفاظ سے یوں لگتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ ایک مرفوع روایت میں غیر مرفوع قول کا پیوند لگا رہے ہیں، حالاں کہ ایسا نہیں۔ یہ بات دوسرے طرق سے واضح ہو جاتی ہے۔ سنن دارمی میں حضرت ابوہریرہ ہی کی روایت (رقم ۲۰۳۰) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ڈاکو ایسا بیش قیمت ڈاکا ڈالتے ہوئے، جس کی طرف اہل ایمان کی نگاہیں اٹھیں، دائرۂ ایمان میں نہیں ہوتا۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت (رقم ۲۲۷۶۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ڈاکو ایسا بیش قیمت ڈاکا ڈالتے ہوئے، جسے اہل ایمان سر اٹھا کر دیکھیں، مومن نہیں ہوتا۔

کبھی حضرت ابوہریرہ روایت بیان کرنے کے بعد اپنا تبصرہ کر دیتے ہیں یا کسی اور کا قول نقل کر دیتے ہیں لیکن یہ 'قال أبوهريرة' کی وضاحت سے ممیز ہوتا ہے۔ اس کی مثال وہ روایت (بخاری، رقم ۲۷۸۔ مسلم، رقم ۷۷۰۔ احمد، رقم ۸۱۷۳۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۹۵۹) ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ

بیان کیا گیا ہے۔ وہ نہا رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑوں سمیت لڑھک گیا (اصل: پتھر کپڑے لے دوڑا)۔ انھوں نے کپڑے پکڑنے کے بعد پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ روایت مکمل ہونے کے بعد حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں: واللہ، پتھر پر حضرت موسیٰ کی چھ یا سات ضربوں کے نشانات ہیں۔ شارحین مسلم نے اس کے سوا کچھ نہیں بتایا کہ یہ ایک اثر ہے، جب کہ ابن حجر کہتے ہیں: یہ حضرت ابوہریرہ کا قول ہے۔

تدلیس

اگرچہ حضرت ابوہریرہ صدق، دیانت اور زہد کے عظیم منصب پر فائز تھے، تاہم شعبہ بن حجاج کہتے ہیں کہ انھوں نے کچھ روایتوں میں تدلیس سے کام لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان مسموع روایتوں کی طرح سنانا اگرچہ اسے خود نہ سنا ہو۔ شعبہ نے حضرت ابوہریرہ کی اس روایت کا حوالہ دیا: جس نے حالت جنابت میں صبح کر دی، اس کا روزہ نہ ہو گا۔ جب ان سے اس کی اصل پوچھی گئی تو بتایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی، کسی نے مجھے بتایا ہے۔ مسلم کی روایت ۲۵۸۹ میں ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن بن حارث نے حضرت ابوہریرہ سے یہی روایت سنی تو امہات المومنین حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سے استفسار کرنے گئے۔ دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی تھی اور آپ ایسے ہی روزہ رکھ لیتے تھے۔ اب یہ دونوں مروان کے اصرار پر حضرت ابوہریرہ کے پاس پہنچے اور انھیں امہات المومنین کا مشاہدہ بتایا۔ حضرت ابوہریرہ نے پوچھا: کیا انھوں نے یہ کہا ہے؟ اثبات میں جواب ملنے پر کہا: وہ بہتر جانتی ہیں۔ پھر بتایا کہ میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، بلکہ فضل بن عباس سے سنی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ نے یہ روایت بیان کرنا چھوڑ دی۔

ذہبی کہتے ہیں: صحابہ میں تدلیس عام ہے، وہ اپنے سے بڑے صحابی کا نام ذکر نہیں کرتے، عادل ہونے کی وجہ سے ان کی روایت مانی جاتی ہے۔

مبالغہ فی العمل

حضرت ابوہریرہ بعض اوقات فرامین نبوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مبالغے کی اس حد تک پہنچ جاتے جو شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہوتا نہ آپ کی طرف سے اس کا تقاضا کیا گیا ہوتا۔ مثلاً یہ روایت کہ حضرت ابوہریرہ نے وضو کرتے ہوئے بازو سیدھا کیا، حتیٰ کہ اسے بغل تک دھو ڈالا۔ ان کے شاگرد ابوحازم نے جو پیچھے کھڑے دیکھ رہے تھے، پوچھا: یہ کیسا وضو ہے؟ انھوں نے کہا: او ابو العجم فروخ کی اولاد، مجھے پتا ہوتا کہ تو یہاں ہے تو وضو

اس طرح نہ کرتا۔ میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: روز قیامت مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچا (مسلم، رقم ۵۸۶۔ نسائی، رقم ۱۴۹۔ احمد، رقم ۸۸۴۰۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۱۹۵)۔

ابراہیم نخعی حضرت ابوہریرہ کی وہی احادیث نقل کرتے تھے جن میں جنت دوزخ کا ذکر ہوتا۔ ذہبی کہتے ہیں: ان کے اس عمل کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ مسلمان قدیم سے اب تک ان کی روایات کو درست اور محکم جانتے آئے ہیں۔ حضرت عائشہ نے حضرت ابوہریرہ کی کئی روایات کی تاویل کی اور کچھ کو ان کا وہم قرار دیا۔

حدیث ابوہریرہ پر مہمل اعتراض

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے تلف کرنے کا حکم دیا ہے، سوائے شکاری کتے، بکریوں کے گلے کے کتے اور اس کتے کے جو جانوروں کی حفاظت کرتا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا: ابوہریرہ تو کھیت کے کتے کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، ان کی کھیتی باڑی ہے (مسلم، رقم ۴۰۱۹۔ ترمذی، رقم ۱۴۸۸)۔ تقی عثمانی کہتے ہیں: ہمارے دور کے ملاحدہ نے حضرت ابن عمر کے اس تبصرے کو بنیاد بنا کر صحت احادیث میں شک کرنا شروع کر دیا، حالاں کہ حضرت ابوہریرہ کا بیان کردہ ٹکڑا ان سے (مسلم، رقم ۴۰۳۰)، حضرت سفیان بن ابوزہیر (مسلم، رقم ۴۰۳۶) اور خود حضرت عبداللہ بن عمر (مسلم، رقم ۴۰۲۹) سے مرفوعاً مروی ہے۔ نووی کا کہنا ہے: چونکہ حضرت ابوہریرہ خود کسان تھے، اس لیے اس فرمان نبوی کا بالالتزام ذکر کرتے۔

ضبط حدیث

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے دو دفتر (اصل: دو برتن) حاصل کیے۔ ایک کو تو میں نے لوگوں میں بانٹ دیا اور اگر دوسرے کو بھی عام کر دیتا تو یہ حلق کاٹ دیا جاتا (بخاری، رقم ۱۲۰)۔ دوسری روایت: تم مجھے سنگ سار کر دیتے (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۲)۔ ابن کثیر کہتے ہیں: جس دفتر کو حضرت ابوہریرہ نے نشر نہیں کیا، فتنوں اور صحابہ کے مابین ہونے والی جنگوں کے بارے میں ہو گا، جیسا کہ دیگر اصحاب کے اقوال سے اشارہ ملتا ہے۔ شیعہ محققین نے حضرت ابوہریرہ کے اس قول پر کڑی تنقید کی ہے۔ ان کی خدمت میں حضرت علی کا یہ ارشاد پیش کیا جاتا ہے: لوگوں کو وہ بتاؤ جو وہ پہچانتے ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ و رسول کی تکذیب کی جائے؟ (بخاری، رقم ۱۲۷)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے

کہا: میں جو احادیث آج بیان کرتا ہوں، عمر کے سامنے بیان کرتا تو وہ میرا سر پھاڑ دیتے۔ ذہبی کہتے ہیں: حلال و حرام سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو چھپانا کسی طرح جائز نہیں، اسی طرح سنت کا احیا کرنے کے لیے بھی فرامین رسول کو عام کرنا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ احادیث کا دوسرا حصہ (بر تن) نشر کرتے تو ہو سکتا ہے، انھیں ایذا دی جاتی یا قتل کر دیا جاتا۔

مروان نے مدینہ کی گورنری کے زمانے میں حضرت ابوہریرہ کی تمام مرویات کو احاطۂ تحریر میں لانے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ نہ مانے تو اس نے ایک کاتب کی مدد سے ان کی بیان کردہ احادیث لکھوا لیں۔ مجموعہ ان کو دکھایا گیا تو انھوں نے تلف کرا دیا (مستدرک حاکم، رقم ۶۱۶۳)۔

’’صحیفہ‘‘ میں ہمام بن منبہ نے اپنے استاد حضرت ابوہریرہ کی روایات جمع کی تھیں۔

مطالعۂ مزید: الجامع المسند للبخاری (شرکۃ دار الارقم)، المسند الصحیح للمسلم (دار السلام)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی أسماء الرجال (مزی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: J Robson)، Wikipedia (English, Arabic, Persian, Urdu)، Al-Islam org (A shi'te Encyclopedia)، شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ (محمود ابوریۃ)، Abu Hurayra and the Falsification of Traditions (یاسین الجبوری)۔

[باقی]